بسم الله الرحمن الرحیم

مکہ ومدینہ

مؤلف:
پژوہشکدہ حج وزیارت

مترجم:
سید مرضیہ عابدی

کتاب کا نام: مکہ ومدینہ

مؤلف: پژوہشکدہ حج وزیارت

مترجم: سیدہ مرضیہ عابدی

مصحح: سید اصغر علی کاظمی

نظر ثانی: سید مبین حیدر رضوی

پبلشر: موسسہ فرہنگی ہنری مشعر

ایڈیشن: فروری ۲۰۱۵ء

تعداد:

قیمت:

مشعر کے ہول سیلرز:

تہران: ٹیلیفون نمبر: ۶۴۵۱۲۰۰۳ – ۰۲۱

قم: ٹیلیفون نمبر: ۳۷۸۳۸۴۰۰ – ۰۲۵

فہرست

مکہ ومدینہ ۹
جزیرۂ عرب : ۹
مکہ ۱۱
مسجد الحرام: ۱۲
خانہ کعبہ : ۱۳
ارکان کعبہ: ۱۴
حجرالاسود:.. ۱۴
پرنالہ:.. ۱۵
حجر اسماعیلؑ: ۱۵
ملتزم: ۱۵
مستجار : ۱۶
شاذ روان : ۱۶
مقام ابراہیمؑ : ۱۶
خانہ کعبہ کا پردہ : ۱۷

زمزم: ۱۷
صفا اور مروہ : ۱۸
غار حرا : ۱۹
رسول خدا ﷺ کی جائے ولادت : ۱۹
دار ارقم : ۲۰
غار ثور: ۲۰
شعب ابی طالبؑ : ۲۰
عرفات: ۲۱
مشعر الحرام: ۲۱
مِنیٰ: ۲۲
جمرات : ۲۲
مکہ کی مساجد: ۲۲
مسجد تنعیم: ۲۲
مسجد جن : ۲۳
مسجد خیف: ۲۳
قبرستان ابو طالبؑ : ۲۴
مدینہ منورہ ۲۵
مسجد النبی ﷺ: ۲۶

صفّہ: ۲۷
ازواج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر:.................. ۲۷
روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:................................ ۲۸
منبر:.. ۲۸
محراب: ۲۸
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستون: ۲۹
ستون مخلّقہ : ۲۹
ستون توبہ: ۲۹
ستون محرس: ۳۰
ستون وفود : ۳۰
ستون سریر:.. ۳۰
مقام جبرائیل : ۳۰
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے : ۳۰
مسجد کے مینار: ۳۱
جنت البقیعہ:.. ۳۲
مدینہ کی مساجد : ۳۲
مسجد قباء: ۳۳
مسجد ذو قبلتین:.. ۳۳

مسجد جمعہ : ۳۴
مسجد فضیخ : ۳۴
مسجد فتح : ۳۴
مسجد علی علیہ السلام : ۳۵
مسجد غمامہ : ۳۵
مشربہ ام ابراہیم: ۳۶
مسجد ابوذرؒ: ۳۶
مسجد شجرہ : ۳۶
مسجد مباہلہ : ۳۷
احد: ۳۸

مکہ ومدینہ

حج اسلام کا چوتھا رکن اور اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے۔اس کے علاوہ تین ارکانِ اسلام یہ ہیں : نماز، زکوۃ اور روزہ۔

حج کی اہمیت بیان کرنے کے لئے یہ روایت ہی کافی ہے

" اگر کوئی مسلمان استطاعت رکھتا ہو لیکن مکہ نہ جائے (حج بجا نہ لائے)اور مر جائے تو مسلمان کہلانے کے لائق نہیں ہےاور اس کی موت دراصل یہودی یا نصرانی کی موت ہے"۔

جزیرۂ عرب :

سعودی عرب ۲۲۴۰۰۰۰مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے اس کی آبادی تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔یہ ملک براعظم ایشیاکے جنوب مغرب میں واقع ہے شمال سے اس کی سرحد اردن ،عراق، اور کویت سے ملتی ہے مشرق سے خلیج فارس اسکے جنوبی شیخ نشین علاقے اور بحر عمان سے ملتی ہے جنوب سے جمہوریہ یمن اور مغرب سے بحرہ احمر (Red Sea) سے ملتی ہے۔

عرب میں بادشاہت میراثی ہے اور بادشاہ ،وزیروں پر حاکم ہوتا ہے. سعودی عرب کا دارالخلافہ ریاض ہے اور مکہ اور مدینہ اس ملک کے

اسلامی مراکز ہیں ۔یہاں کے لوگ مسلمان ہیں لیکن فروعات میں مذہب احمد ابن محمد ابن حنبل (م-۲۴۲)اور اعتقادی اصولوں میں ابوالحسن اشعری(م-۳۳۰) کے مکتب کی پیروی کرتے ہیں۔

ان میں سے بعض افراد محمد ابن عبدالوھاب کے پیرو کار ہیں۔ عبدالوھاب "نجد" کے علاقے "عیینیہ" میں پیدا ہوااس نے فقہ حنبلی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی لیکن سرانجام ابن تیمیہ (۷۲۸-۶۶۱)اور اسکے شاگرد ابن قیّم (۷۵۱-۶۹۱) کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھنے کے بعد ان کی روش کو اپنالیا یہ دوافراد اصطلاحاً "ظاہری "کے لقب سے مشہور ہیں یعنی یہ کہ وہ قرآن اور حدیث کے صرف ظاہری معنی پر اعتقاد رکھتے ہیں محمد ابن سعود جو سعودی خاندان کا بانی تھااور موجودہ ریاض کے نزدیک ایک گاؤں " درعید" میں پیدا ہوا اور اس مسلک کا گرویدہ ہوگیا۔اس کے بعد دوسرے بادشاہوں نے بھی اس کی پیروی میں اس مسلک کا ہی انتخاب کیا۔

محمد ابن عبدالوھاب اور اسکے پیروکار قبر اور قبروں پر ہر قسم کی تعمیر کو بدعت اور کفر سمجھتے ہیں۔اسی وجہ سے انہوں نے بقیع، احد،مکہ اور دوسری جگہوں پر موجود قبور کے آثار کو مسمار کرکے زمین کے ساتھ ہموار کردیا۔

سعودی عرب کے اندر دوسرے فرقوں کے افراد بھی موجود ہیں۔ مدینہ،مکہ اور قطیف کے اندر اہل تشیع بھی اقلیت میں رہ رہے ہیں۔

مکہ

مکہ ام القریٰ اور اسلام کے ظہور کا مرکز ہے۔آغاز خلقت اور خصوصاً حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں مکہ کی عظمت کے علاوہ رسول خدا ﷺ پر قرآن کی سب سے پہلی آیات اسی سرزمین میں نازل ہوئیں ۔اسکے علاوہ مکہ رسول خدا ﷺ اور حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی جائے ولادت ہونے کا شرف بھی رکھتا ہے۔

مکہ سطح دریا سے ۳۳۰ میٹر کی بلندی پر واقع ہے اور بہت سے پہاڑی سلسلوں میں گھرا ہوا ہے۔مکہ سے جدہ کی بندرگاہ تک کا فاصلہ تقریباً ۸۰ کلو میٹر ہے۔سردیوں اور گرمیوں میں اس کا درجہ حرارت ۱۸ سے ۴۷ درجے کے درمیان رہتا ہے۔

یہ شہر ہزاروں سال سے اپنی قدامت کے لحاظ سے معروف رہا ہے لیکن اس کی تاریخ سوائے آغاز اور انجام کے، اچھی طرح سے واضح اور روشن بیان نہیں ہوئی۔قرآن کے بقول پہلے شخص جنہوں نے اس خشک اور چٹیل سرزمین پر اپنے خاندان کو بسایا، حضرت ابراہیمؑ تھے۔ یہاں تک کے ان کے زمانے کے بعد " عمالیق " نامی ایک گروہ نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ چوتھی صدی عیسوی میں جنوبی عرب کے معاشی اور معاشرتی حالات خراب ہو جانے کی وجہ سے جنوب میں رہنے والے

لوگ جزیرۂ عرب کے دوسرے حصوں کی طرف ہجرت کرنے لگے۔

"جرہم" نامی قبیلہ نے مکہ میں سکونت اختیار کرلی اور شہر کے کاموں کو اپنے ذمے لے لیا ان کے بعد "خزاعہ" قبیلے نے وہاں غلبہ حاصل کر لیا اور چھٹی صدی عیسوی کے شروع میں قبیلۂ قصی ابن قلاب جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں شمار ہوتا ہے، قریش کو جو بیابانوں اور مکہ سے باہر دروں میں زندگی بسر کرتے تھے شہر لے کر آیا ،وہاں کی ریاست کو ان کے ہاتھ میں دے دیا اور "دارالندوہ" کی بنیاد رکھی ۔دارالندوہ سارے عرب کی پہلی اور اکیلی مشیر انجمن تھی اس انجمن کی عمارت آہستہ آہستہ خلفاء اور امراء کی منزل گاہ بن گئی اور اس کے بعد زمانے کے ساتھ ساتھ اس کی بنیادیں ویران ہوتی گئیں یہاں تک کہ بالآخر مسجد کے اندر شامل ہو گئی اور آج اس کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔

مسجد الحرام:

مسجد الحرام وہ مسجد ہے جو کعبہ کے ارد گرد بنائی گئی ہے اور تاریخ اسلام کی قدیمی ترین اور معروف ترین مسجد ہے۔تاریخ بتاتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تک لوگ اپنے گھروں کو خانہ کعبہ کے نزدیک بناتے تھے لیکن خلفاء کے زمانے میں اس کام کو روک دیا گیا اور آہستہ آہستہ مسجد کے رقبے میں اضافہ ہونے لگا۔ آج اس کا رقبہ تقریباً ۱۸۰۰۰۰مربع میٹر ہے۔ اس کے لئے ٦۲ چھوٹے بڑے دروازے بنائے گئے ہیں۔

اس کے تین بڑے اور مرکزی دروازے " باب العمرہ "، " باب السّلام " اور " باب الملک " کے نام سے مشہور ہیں ہر دروازے کے ساتھ دو مینار بنائے گئے ہیں جن کی اونچائی ۹۲ میٹر اور ان کا احاطہ ۷x۷ میٹر ہے۔ ہر مینار کی چوٹی پر ایک ہلال موجود ہے جس کی اونچائی ساڑھے چھ میٹر ہے۔ یہ ہلال تانبے کا بنا ہوا ہے اور اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہے۔ مسجد کا ساتواں مینار ''باب الصفاء'' کے ساتھ ہے آخری ہونے والی تعمیر میں ایک اور بڑا مینار جس کی اونچائی ۹۷ میٹر ہے مسجد کے مغربی ضلع میں بنایا گیا ہے جس کے بعد میناروں کی تعداد نو عدد ہو گئی ہے۔ موجودہ مسجد کی گنجائش تقریباً ۸۲۰۰۰۰ نمازیوں کے لئے کافی ہے۔

خانہ کعبہ :

خانہ کعبہ ایک چوکور قسم کی عمارت ہے جو مسجد الحرام کے اندر بنی ہوئی ہے باہر سے یہ خاکستری مایل پتھروں سے بنا دکھائی دیتا ہے سارا سال یہ سیاہ رنگ کے پردے سے ڈھکا رہتا ہے جسکے اوپر والے کنارے پر سنہرے دھاگوں سے کڑھائی کی گئی ہے خانہ کعبہ کی اونچائی تقریباً پندرہ میٹر ہے کعبہ کے ضلعوں کی لمبائی یعنی رکن اسود سے رکن عراقی تک کی لمبائی ۱۱ء۶۸ میٹر رکن عراقی سے رکن شامی تک کی لمبائی جہاں حجر اسماعیل موجود ہے ۹ میٹر اور ۹۰ سینٹی میٹر ہے رکن شامی سے رکن یمانی تک کی لمبائی ۱۲ء۰۴ میٹر ہے اور رکن یمانی سے رکن اسود تک کی لمبائی ۱۰ء۱۸ میٹر ہے۔

خانہ کعبہ کا دروازہ مشرقی ضلع پر موجود ہے اور زمین سے اس کی اونچائی دو میٹر ہے یہ دروازہ خانہ کعبہ کی اندرونی دھلائی یا کسی مسلمان ملک سے کسی بڑے پائے کے مہمان کی آمد کے علاوہ سارا سال بند رہتا ہے۔

ارکان کعبہ:

خانہ کعبہ کے چاروں ارکان مختلف ناموں سے موسوم اور ان ناموں سے مشہور ہیں

" شمالی رکن " ، عراقی رکن "، " غربی رکن " ، شامی رکن " ، جنوبی رکن "، یمنی رکن " اور مشرقی رکن " رکن اسود "

شکل کے لحاظ سے خانہ کعبہ چوکور ہے اوپر سے چھتا ہوا ہے اور اسکے اندر تین ستون موجود ہیں ۱۳۷۵ ہجری شمسی کی تعمیر کے دوران اس کی اندرونی دیواریں مرمت کی گئیں اور ان میں نئے پتھر لگائے گئے۔

حجر الاسود:

حجر الاسود مشرقی رکن میں واقع ایک سیاہ مایل بہ سرخ رنگ اور بیضوی شکل کا پتھر ہے جس کا قطر ۳۰ سینٹی میٹر ہے اس کے اندر سرخ رنگ کے نقطے نظر آتے ہیں حجر اسود کے چاروں طرف چاندی لگی ہوئی ہے اس کی زمین سے اونچائی تقریباً ۱۰۵ میٹر ہے۔

پرنالہ:

خانہ کعبہ کی چھت پر موجود پرنالہ ،رکن شامی اور عراقی کے درمیان اور حجر اسماعیل کے اوپر واقع ہے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حجاج ابن یوسف نے یہ پرنالہ بنوایا تاکہ بارش کا پانی کعبہ کی چھت پر جمع نہ ہو جائے روایت میں ملتا ہے کہ اس پرنالے کے نیچے مانگی گئی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔

حجر اسماعیلؑ:

حجر اسماعیلؑ شامی اور عراقی رکن کے درمیان ، ایک نیم دائرہ دیوار کے ساتھ ۱.۳۰ کی بلندی اور پچاس سینٹی میٹر کے عرض کے ساتھ موجود ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہؑ ،حضرت اسماعیلؑ اور ۷۰ کے قریب پیغمبر وہاں دفن ہیں۔

ملتزم:

خانہ کعبہ کی دیوار کا وہ حصہ جو حجرالاسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان میں واقع ہے ملتزم کہلاتا ہے کیونکہ حاجی وہاں دعا مانگنے کے لئے اپنے آپ کو پابند سمجھتے ہیں۔

مستجار :

مستجار رکن یمانی کے ساتھ اور خانہ کعبہ کے دروازے کے سامنے موجود ہے جس زمانے میں کعبہ کے اندر دو دروازے ہوا کرتے تھے تو کعبہ کا دوسرا دروازہ اسی جگہ پر موجود تھا جو بعد میں بند ہو گیا کہا جاتا ہے کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے حضرت علیؑ کی ولادت کے وقت حضرت فاطمہ بنت اسدؑ کے لئے دیوار شق ہوئی تھی۔

شاذروان :

سوائے حجر اسماعیلؑ کے دیوار کعبہ کے گرد موجود ابھار کو "شاذروان" کہا جاتا ہے۔

مقام ابراہیمؑ :

کعبہ کی دیوار سے تقریباً ۱۳ میٹر کے فاصلے پر حجرالاسود کی سمت میں ایک چھوٹی سی چہاردیواری موجود ہے جس پر سنہرے رنگ کا چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر ایک پتھر رکھا ہے جس پر قدموں کے نشان ہیں۔ یہ نشان حضرت ابراہیمؑ سے منسوب ہیں۔ ماضی میں اس جگہ پر پتھر، اینٹوں اور لکڑی سے بنا ایک بڑا سا گنبد موجود تھا جس کو چاروں طرف سے آیات قرآن سے مزین کیا گیا تھا لیکن چونکہ اس کی وجہ سے طواف کے لئے جگہ میں مشکل ہوتی تھی لہٰذا ۱۳۷۵ ہجری میں سعودی

حکومت کے حکم سے اس کو مسمار کر دیا گیا اور اس کی جگہ آج کل ضریح بنادی گئی ہے۔

خانہ کعبہ کا پردہ:

کعبے کے اوپر سیاہ رنگ کا چڑھاوا موجود ہے جسے "کسوہ" یا خانہ کعبہ کا پردہ کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے جس شخص نے خانہ کعبہ پر پردہ چڑھایا کہا جاتا ہے کہ وہ شخص یمن کا بادشاہ "تبع حمیری" تھا اور امیرالمومنینؑ بھی ہر سال عراق سے خانہ کعبہ کے لئے پردہ بھجوایا کرتے تھے۔ جب مہدی عباسی خلافت پر آیا تو خادموں نے کعبہ پر بے شمار پردوں کے انبوہ کی شکایت کی اور کہنے لگے کہ خطرہ ہے کہ کعبہ کو نقصان نہ پہنچے۔ مہدی نے حکم دیا کہ سارے پردے اتار دے جائیں اور فقط ایک پردہ کعبہ پر باقی رہے اور ہر سال ایک نیا پردہ چڑھایا جائے یہ سنت ابھی تک جاری ہے ان پردوں پر آیات قرآن کی کڑھائی کی جاتی ہے۔

زمزم:

جب حضرت ابراہیمؑ اپنی زوجہ حضرت ہاجرہؑ اور بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو مکہ لے کر آئے اور کعبہ کے نزدیک ٹھہرایا تو حضرت اسماعیلؑ شدید پیاس کی وجہ سے زمین پر ایڑھیاں رگڑنے لگے۔ ان کی والدہ پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑیں یہاں تک کے بالآخر جبرائیلؑ نے اپنا پر یا پاؤں کی ایڑی زمین پر ماری جس سے زمزم کا چشمہ

پھوٹ پڑا۔کچھ عرصہ بعد اس چشمہ کے آثار مٹ گئے لیکن حضرت عبدالمطلبؓ نے دوبارہ یہاں سے جگہ کھودی اور اس زمانے سے لے کر آج تک حاجی اس پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔آخری تعمیرات میں مطاف کے زیرزمین خواتین اور مردوں کے لئے الگ الگ ہال بنادیے گئے ہیں اور اسی کنویں کے ساتھ نئی تعمیرات انجام دے کر پانی کے بہت سے نل لگادیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ مسجد الحرام کے مختلف جگہوں پر خاص قسم کے برتن ہیں جو آب زمزم سے بھرے ہوئے ہیں اور لوگ ان کو استعمال کرتے ہیں۔

صفااور مروہ:

صفااور مروہ دو پہاڑوں کے نام ہیں جو "سعی" میں واقع ہیں حج کے موسم میں حاجی سات مرتبہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کا فاصلہ طے کرتے ہیں۔مسجد الحرام کے رقبہ میں اضافہ کی وجہ سے سعی اور مسجد الحرام ایک دوسرے سے جڑ گئے ہیں صفا اور مروہ کے درمیان فاصلہ ۳۹۴.۵میٹر اور اس کا عرض ۲۰ میٹر ہے پہلی منزل کی اونچائی ۱۲اور دوسری منزل کی اونچائی ۹ میٹر ہے۔آج کل کوہ صفاکا تھوڑا سا حصہ باقی ہے جو مڑتے وقت لوگوں کے پاؤں کے نیچے آتا ہے۔سعی میں کل اٹھارہ دروازے لگے ہوئے ہیں۔

غار حرا:

مکہ کے شمال میں ایک اونچا سا پہاڑ ہے جہاں سے منیٰ نظر آتا ہے جو کوہ نور کے نام سے مشہور ہے۔اس کے جنوبی دامن میں چوٹی سے ۱۶۰ میٹر کے فاصلے پر ایک غار موجود ہے جسے غار حرا کہا جاتا ہے غار حرا مکہ شہر کا ایک مقدس مکان ہے۔ حضرت محمد ﷺ بعثت سے پہلے وہاں جا کر اپنے خدا سے راز و نیاز کیا کرتے تھے۔ رسول خدا ﷺ پر سب سے پہلی آیات قرآن بھی وہیں نازل ہوئیں۔

رسول خدا ﷺ کی جائے ولادت:

رسول خدا ﷺ نے شعب ابی طالبؑ کے اندر ایک گھر میں اس دنیا میں قدم رکھا۔جب آپؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہ گھر حضرت عقیل کے پاس آگیا جس کو بعد میں انہوں نے محمد ابن یوسف ثقفی کے ہاتھ بیچ دیا۔اس کے بعد ہارون کی ماں خیز ران نے اسے مسجد میں تبدیل کر دیا تاکہ لوگ وہاں نماز ادا کریں۔

۱۰۰۹ ہجری میں سلطان مراد کے بیٹے سلطان محمد نے نے دوبارہ اس مسجد کو تعمیر کروایا اور اس پر گنبد اور مینار بنوائے اور وہاں کے لئے مؤذن ، خادم اور امام جماعت معین کئے۔وہاں پر آج کل مکہ شہر کی ایک پبلک لائبریری ہے۔

دار ارقم:

یہ وہی گھر ہے جہاں اسلام کے آغاز میں رسول اکرم ﷺ اور ابتدائی مسلمان جمع ہوا کرتے تھے اور خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ دارارقم صفا کے نزدیک اور مسجد الحرام سے باہر تھا اس کے بعد وہاں لائبریری بنائی گئی جو ۱۳۹۵ہجری میں مسمار کردی گئی ۔سعود ابن عبدالعزیز کے دور حکومت میں جو تعمیرات انجام دی گئیں اس کے نتیجے میں دار ارقم مسجد ہی کا ایک حصہ بن گیا۔

غار ثور:

ثور کا پہاڑ جنوبی مکہ سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر اور "مسفلہ" نامی ایک علاقے کے جنوب میں واقع ہے جس کے اندر غار ثور موجود ہے۔ یہ غار ثور ابن عبد مناف کے ساتھ منسوب تھا۔ رسول اکرمؐ مدینہ ہجرت کے دوران ، تین شب وروز اس غار میں چھپے رہے اور خدائے متعال نے غار کے آگے مکڑی کا جالا بن کر ان کو مشرکوں کے شر سے نجات دلائی۔ خطرہ دور ہونے پر آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

شعب ابی طالبؑ:

شعب ابی طالبؑ یا شعب علیؑ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر مشرکوں نے رسول اکرم ﷺ اور بنی ہاشم کو تقریباً تین سال محاصرے میں رکھا۔

انہوں نے لوگوں کے ساتھ ان کی ملاقات اور لین دین پر پابندی لگادی۔ یہ درّہ کوہ ابن قیس کی طرف ڈھلتا ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں آج کل مسجد الحرام کے ساتھ مکہ لائبریری واقع ہے۔

عرفات:

عرفات طائف سے اکیس کلومیٹر کے فاصلے پر مکہ کے مشرق میں تھوڑا سا جنوب کی طرف ایک صحرا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ نے ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ اس صحرا کے شمال میں ایک پہاڑ ہے جس کو "جبل الرحمۃ " یا " جبل عرفات " کہتے ہیں۔ ان چند سالوں میں صحرائے عرفات میں درخت لگائے گئے ہیں۔ ہر حاجی پر واجب ہے کہ وہ نہم ذی الحجہ کے دن ظہر سے لیکر غروب تک اس صحرا میں قیام کرے۔

مشعر الحرام:

مشعر الحرام یا مزدلفہ یہ وہ جگہ ہے جہاں عرفات کے بعد حاجی جاتے ہیں اور سورج نکلنے تک وہیں قیام کرتے ہیں۔ مشعر ایک طرف سے عرفہ اور دوسری طرف سے محسّر کے درّوں میں گھرا ہوا ہے۔

مِنیٰ:

منی تقریباً پانچ سو میٹر عرض اور تقریباساڑھے تین کلومیٹر طول والی ایک گھاٹی ہے جس میں حاجیوں پر دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ کی ظہر تک ٹھہرنا واجب ہے سوائے ان اوقات کے جن میں انہیں کہیں اور جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس جگہ کو "مِنی" ، مُنی" یا مَنی تینوں ناموں سے پکارا گیا ہے اور ہر ایک نام کے لئے وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے۔

جمرات :

جمرات ، جمرہ کی جمع اور اس کا معنی پتھروں کا ڈھیر ہے مکہ کے نزدیک اور منی کے اندر تین قسم کے جمرہ موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت آدمؑ نے شیطان کو جو ان کے پیچھے پیچھے آرہا تھا سنگریزے مار کر اپنے آپ سے دور کیا اور حاجی بھی انہی کی پیروی میں ایک واجب دینی کے عنوان سے دسویں سے بارھویں کے دن تک ہر جمرہ کے ستون کو پتھر مارتے ہیں۔

مکہ کی مساجد:

مسجد تنعیم:

یہ مسجد مدینہ کے راستے میں اور حرم سے نزدیک ترین مسجد ہے

اکثراً عمرہ مفردہ کے لئے اسی مسجد سے محرم ہوا جاتا ہے۔

مسجد جن :

یہ مسجد کوہ حجون کے نیچے حرم کی سمت میں ،پلِ حجون سے تقریباً پچاس میٹر اور قبر ستان ابو طالبؑ کے نزدیک واقع ہے۔اس مسجد کا نام " جن " رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ سورہ مبارکہ جن اسی مقام پر رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔اس مسجد کا دوسرا نام مسجد الحرس ہے۔

مسجد خیف :

مسجد خیف منٰی کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ یہ جنوب میں واقع ہے اور عرفات سے منٰی آنے والے کے بائیں ہاتھ نظر آتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ حجۃ الوداع کے دن رسول اکرم ﷺ نے اپنا خیمہ اس مقام پر لگایا اور جہاں محراب موجود ہے وہاں آپؐ نے پانچ نمازیں ظہر سے فجر تک ادا کیں۔

معتمد عباسی نے ۲۵۶ ہجری، محمد ابن علی اصفہانی نے ۵۵۹ ہجری، ابن مرجائی نے ۲۰ ۷ ہجری، قایتبای نے ۸۷۴ ہجری ، سلطان محمد قزلویہ نے ۱۰۷۲ ہجری اور سلیمان آغا نے سلطان محمد کی جانب سے ۱۰۹۲ ہجری میں یہاں تعمیرات انجام دلوائیں۔ آخر کے سالوں میں پرانی بنیادیں اکھیڑ دی گئیں اور اس کی جگہ ایک وسیع اور خوبصورت مسجد بنائی گئی ہے۔

یہ مسجد صرف منی کے دنوں میں کھلتی ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ وہاں پر موجود بے گھر افراد کا اجتماع، سوائے اوقات نماز کے ، زائروں

کے لئے مشکل کا سبب بنتا ہے اور مشکل سے وہاں پر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

قبرستان ابو طالبؑ:

قبرستان ابو طالبؑ پلِ مجون کے قریب ایک وسیع رقبے پر موجود ہے آج کل وہاں مکہ والوں کا قبرستان ہے ماضی میں یہ جگہ " شعب ابی دب "کے نام سے مشہور تھی حضرت عبد مناف، حضرت عبدالمطلب ،حضرت ابو طالب، حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور صحابہ و تابعین اور علماء کی بڑی تعداد وہاں مدفون ہے۔ بعض لوگ اس کو شعب ابی طالبؑ کی جگہ سمجھتے ہیں جو غلط ہے۔ اس قبرستان کا نام " معلاء " ہے لیکن ایرانیوں میں یہ قبرستان ابو طالبؑ کے نام سے مشہور ہے۔

مدینہ منورہ

مدینہ رسول اکرم ﷺ کی ہجرت گاہ ، اسلامی حکومت کی بنیاد کا مرکز اور مکہ معظّمہ کے بعد اسلامی شہروں میں سے مشہور ترین شہر ہے۔ یہ شہر مکہ کے شمال مشرق میں پانچ سو کلو میٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ سمندر کی سطح سے اس کی بلندی ۶۱۹ میٹر ہے۔

اس کا پہلا نام " یثرب " تھا بعض مورخین کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً دو صدی پہلے قدیم مصریوں کی ایک نسل اس شہر میں رہتی تھی۔

اس شہر کی شہرت کی وجہ وہاں پر رسول اکرم ﷺ کی ہجرت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ۶۲۲ عیسوی اور ماہ ربیع الاول میں اس شہر میں قدم رکھا۔ یہ ہجرت اسلامی تاریخ کاآغاز بن گئی لیکن ہجری کا آغاز محرم سے کیا گیا۔

قرآن ، سنت ، رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے عرف میں مدینہ کے رہنے والوں کو "انصار" اور مکہ سے آنے والوں کو "مہاجرین" کا لقب دیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے شروع کے مہینوں میں مہاجرین اور انصار کے درمیان پیمان اخوت باندھا ، پیمان نامہء مدینہ جس کو انسانی حقوق کا کامل ترین اور جامع ترین اطلاع نامہ کہنا چاہئے، ہجرت

کے بعد ایک سال سے کم مدت میں اسی شہر میں لکھا گیا۔اس کے بعد مدینہ اسلامی حکومت کا مرکز بن گیا۔

مسجد النبی ﷺ:

مسجد النبی ﷺ جو مدینہ کے مشرقی حصے میں بنائی گئی مسجد الحرام کے بعد اسلامی تاریخ میں سب سے مشہور مسجد ہے۔ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ پہنچے تو آپؐ نے ابوایوب انصاری کے گھر رہائش اختیار کی جہاں آپؐ کی اونٹنی آکر رکی تھی۔ مسجد النبی ﷺ کی زمین کے مالک دو یتیم بچے تھے۔ اس جگہ پر کھجور خشک کرنے کا کام کیا جاتا تھا۔رسول اکرم ﷺ نے اس زمین کو بچوں کے سرپرست سے دس دینار کے بدلے خریدی اور وہاں مسجد تعمیر کروائی۔

ان دنوں اس زمین کا رقبہ دوہزار اکہتر مربع میٹر تھا مسجد کے صحن میں کالی ریت سے فرش بنایا گیا اور مٹی اور کچی اینٹوں کی دیواریں بنائی گئیں اس مسجد کی تعمیر میں پیغمبر اکرم ﷺ نے خود حصہ لیا مسجد کے کچھ حصے پر کھجور کے پتوں اور شاخوں سے چھت بنائی گئی اور اسی درخت کے تنوں کو ستون کے لئے استعمال کیا۔ مسجد میں تین دروازے مشرق، مغرب اور جنوب میں لگائے گئے مسلمانوں کا پہلا قبلہ مسجد الاقصیٰ تھا جو بعد میں خانہ کعبہ کی طرف موڑ دیا گیا ۔اس وقت مسجد النبی ﷺ کا رقبہ تقریباً ایک لاکھ میٹر تک پہنچ چکا ہے۔

صفّہ:

مسجد کے اندر بے گھر مہاجروں کے لئے پہلے سے موجود ایک جگہ کو صفہ کا نام دیا گیا جہاں پر وہ لوگ رہا کرتے تھے۔ یہ بے گھر مہاجر جو یہاں رہا کرتے تھے اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔

تاریخ کہتی ہے:

قبلہ کی تبدیلی سے پہلے رسول اکرم ﷺ کا محراب مسجد کے شمال میں تھا۔ قبلہ کے تبدیل ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ کے حکم سے اس جگہ پر چھت بنا کر مسلمانوں کے آرام اور بے گھر مہاجروں کے لئے رہنے کی جگہ بنا دی گئی۔ یہ جگہ سات ہجری میں تعمیرات کے بعد مسجد کے اندر شامل ہو گئی۔ جو جگہ آج کل صفہ کے نام سے مشہور ہے ماضی میں "دکتہ الاغوات" نام رکھتی تھی اور یہ حرم کے خواجوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی جو حرم کی حفاظت اور خدمت کا کام کرتے تھے۔ یہ جگہ نورالدین زنگی کے حکم سے ۵۶۹ ہجری میں بنائی گئی۔

ازواج رسول اکرم ﷺ کے گھر:

ازواج رسول اکرم ﷺ کے گھر جو حجروں کی شکل میں تھے، مسجد کے شمال، جنوب اور مشرق میں بنائے گئے۔ جب رسول اکرم ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو ان کو حجرہ عایشہ میں جو مسجد کے ساتھ تھا، دفن کیا گیا۔

روضہ نبوی ﷺ:

روضہ نبوی ﷺ مسجد کے جنوب مشرق میں (قبلہ رخ) واقع ہے یعنی اس کا فاصلہ قبر پیغمبر ﷺ اور منبر کے درمیان ہے جس کا طول ۲۲ میٹر اور عرض ۱۵ میٹر ہے۔ مرقد پاک، منبر اور محراب، روضہ کی حدود میں ہی شامل ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے منبر اور گھر کے درمیان، جنت کے باغوں میں سے ایک باغ موجود ہے۔

منبر:

محراب کی مغربی سمت میں سنگ مرمر سے بنا ہوا منبر موجود ہے جو سلطان مراد سوم نے ۹۹۸ ہجری میں محرم کے مہینے میں مسجد کو تحفہ میں دیا تھا۔ یہ منبر قایتبائی کے منبر کی جگہ اور رسول اکرم ﷺ کے منبر کے مقام پر نصب کیا گیا۔

محراب:

محراب رسول اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ آپؐ کے زمانے میں محراب نامی کوئی چیز نہیں تھی۔ ولید ابن عبدالملک اموی کے دور حکومت میں جب مسجد کی توسیع کی گئی تو رسول اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ پر ایک محراب بنا دیا گیا۔ یہ محراب زمانہ گزرنے کے

ساتھ ساتھ تبدیلیوں کا شکار ہوتا رہا اور موجودہ محراب مصر کے مملوکی سلاطین سے تعلق رکھنے والے سلطان اشرف قایتبائی کی یادگار ہے۔

مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستون :

مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہر ستون اپنا ایک نام رکھتا ہے ابھی تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے آٹھ ستون باقی ہیں جن کو سفید رنگ سے ممتاز کیا گیا ہے ان ستونوں کے نام یہ ہیں :

ستون مخلّقہ :

یہ ستون اس کھجور کے تنے کی جگہ بنایا گیا ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھتے وقت ٹیک لگایا کرتے تھے۔ پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہاں منبر بنایا گیا تو اس ستون سے نالہ وفریاد کی آواز آئی جس کی وجہ سے اسے "حنانہ" کہا جاتا تھا۔

ستون توبہ :

اس کو ستون ابو لبابہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ بنو قریظہ کی شکست کے بعد جب ابولبابہ گناہ کے مرتکب ہوئے اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کی بے توجہی کا شکار ہوئے تو انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ لیا یہاں تک کہ ان کی توبہ قبول ہونے کے متعلق ایک آیت نازل ہوئی۔

ستون محرس:

حضرت علیؑ اس ستون کے ساتھ رسول خدا ﷺ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے اس ستون کو "استوانہ علیؑ" کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے کیونکہ آپؑ یہاں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

ستون وفود:

رسول خدا ﷺ اس ستون سے ٹیک لگا کر قبیلوں کے سرداروں، سیاسی وفود اور نمائندوں کے ساتھ ملاقات کیا کرتے تھے۔

ستون سریر:

رسول خدا ﷺ اس ستون کے ساتھ کھجور کی شاخوں کا بستر بنا کر رات کو آرام فرمایا کرتے تھے۔

مقام جبرائیل:

اس مقام پر جبرائیل امینؑ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

مسجد النبی ﷺ کے دروازے:

جب مسجد النبی ﷺ بنائی گئی تو لوگوں کے آنے جانے کے لئے اس

میں تین دروازے لگائے گئے۔ بعض اصحاب نے بھی جب مسجد کے ساتھ گھر بنائے تو ایک دروازہ مسجد میں کھول لیا۔

سال سوم ہجرت میں غزوہ احد سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مسجد میں کھلنے والے سارے دروازے سوائے دروازہِ حضرت علیؑ کے بند کروا دیئے گئے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ مسجد کے دروازوں کی تعداد میں تبدیلی آتی رہی۔ مسجد کے کچھ دروازے یہ ہیں :

(۱) باب الرحمۃ، (۲) باب جبرائیل (۳) باب السّلام (۴) باب النساء

آخری تعمیرات کے بعد اب مسجد کے دروازوں کی تعداد سات عدد ہے۔

مسجد کے مینار:

ولید ابن عبد الملک کے زمانے میں مسجد کے چاروں کونوں میں چار مینار بنائے گئے اس کے بعد مزید مینار بھی بنائے گئے مسجد کے اصلی میناروں کے نام یہ ہیں:

سلیمانیہ مینار اور مجیدیہ مینار جو شمالی ضلع کے دونوں جانب تعمیر کیے گئے ہیں۔ قاینتائی مینار اور باب السلام جو مسجد کے جنوب مشرقی اور مغربی ضلع کے دونوں طرف بنائے گئے ہیں۔

آخری تعمیرات کے بعد چھ اور مینار بنائے گئے جس کے بعد میناروں کی کل تعداد ۱۰ عدد ہو گئی ہے۔

جنت البقیعہ:

جنت البقیعہ اسلام کا قدیمی ترین اور مشہور ترین قبرستان ہے۔اسے "بقیع غرقد" بھی کہا جاتا ہے یہ قبرستان مدینہ کے مشرق میں موجود ہے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰؑ، حضرت امام محمد باقرؑ، حضرت امام جعفر صادقؑ اور ایک قول کے مطابق حضرت فاطمہ زہراؑ کا مزار بھی وہیں ہے۔ رسول خداﷺ کے فرزندان میں ابراہیم، رقیہ، ام کلثوم، زینب اور کچھ اور افراد کی قبور بھی وہیں ہیں امیر المومنینؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد، عباس ابن عبد المطلب، زینب بنت خذیمہ، ریحانہ، ماریہ قبطیہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، حفصہ، سودہ، جویریہ، عائشہ، اور ام سلمہ بھی وہیں مدفون ہیں۔

اور بھی مشہور افراد جیسے حضرت علیؑ کے بیٹے محمد حنفیہؒ، عقیل ابن ابی طالب، حضرت زینبؑ کے شوہر عبداللہ ابن جعفر، اسماعیل ابن امام صادقؑ، رسول خداﷺ کی پھوپھیاں عاتکہ اور صفیہ کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ اور تابعین اور علماء بقیع میں مدفون ہیں۔

مدینہ کی مساجد:

مدینہ میں بے شمار مساجد موجود ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

(۱) مسجد قبا (۲) مسجد ذو قبلتین (۳) مسجد جمعہ (۴) مسجد فضیح (۵) مسجد فتح (۶) مسجد علیؑ (۷) مسجد غمامہ (۸) مسجد الاجابہ (مباہلہ) (۹) مسجد فاطمۃ الزہراؑ (۱۰) مسجد امام علی ابن ابی طالبؑ (۱۱) مسجد سلمان (۱۲) مسجد شجرہ (۱۳) مسجد معرس (۱۴) مسجد ثنیۃ الوداع (۱۵) مسجد ابوذر (۱۶) مسجد سقیا (۱۷) مسجد ومشربہ ام ابراہیم

مسجد قباء:

قباء مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر موجود ایک گاؤں تھا جہاں آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت قبیلہ بنی عمرو بن عوف رہا کرتا تھا۔ ہجرت کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب و یاران کی مدد سے اس جگہ پر سب سے پہلی مسجد بنائی جس کا نام مسجد قباء رکھا گیا آج کل اس مسجد اور اس کے ساتھ متعلق مکانات کا رقبہ ۱۳۵۰۰ مربع میٹر ہے اور بہت خوبصورت شکل میں بنائی گئی ہے۔ اس میں بیس ہزار افراد کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ اس میں چار مینار بنائے گئے ہیں جن کی بلندی ۴۷ میٹر ہے۔ آیہ "لَمَسجِدٌ اُسِّسَ علی التقویٰ" اسی مسجد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

مسجد ذو قبلتین:

یہ مسجد مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۳ء۵ کلو میٹر کے فاصلے پر مدینہ کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ سال دوم ہجرت، ماہِ شعبان "میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے تو یہ آیت آپؐ پر نازل ہوئی "فلنولینک قبلۃ ترضاھا"

آپؐ نے اسی وقت اپنا چہرہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف موڑ لیا۔ اس مسجد میں یادگار کے طور پر دو محراب دونوں قبلوں، قبلہ اول اور ثانی کی طرف بنائے گئے ہیں لیکن آخری تعمیرات میں ان کو ہٹا دیا گیا ۔آخری تعمیرات کے بعد ۱۴۰۸ہجری میں اس مسجد کا رقبہ ۳۹۲۰ مربع میٹر ہو گیا ہے۔

مسجد جمعہ :

تاریخی لحاظ سے مسجد قبا کے بعد یہ دوسری مسجد ہے۔ رسول خداؐ قبا سے مدینہ کی طرف روانگی کے بعد ایک محلے میں جمعہ کے دن ٹھہرے جہاں عمرو ابن عوف کا خاندان رہتا تھا۔ وہاں انہوں نے جمعہ کی پہلی نماز پڑھی اور اس کے بعد اس جگہ مسجد بنائی گئی۔ یہ مسجد ۱۴۱۲ہجری میں سعودی حکومت کے ذریعے تعمیر کرائی گئی جس کا رقبہ ۱۶۰۰میٹر ہو گیا۔

مسجد فضیخ :

یہ مسجد شارع العوالی کے اختتام پر واقع ہے اور ایک تاریخی اور مشہور مسجد ہے۔ فضیخ کھجور کے درخت کا نام ہے۔ چونکہ اس جگہ کھجور کا درخت تھا اس لئے یہ مسجد فضیخ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اس کا دوسرا نام "ردشمس" ہے کچھ عرصہ پہلے یہ مسجد شکستگی کا شکار ہو گئی تھی۔ امید ہے اس کی جگہ نئی مسجد بنائی جائے گی۔

مسجد فتح :

یہ مسجد مدینہ کے شمال مغرب میں ایک پہاڑ جس کا نام "کوہ سلع"

ہے کے دامن میں بلندی پر واقع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں جنگ خندق کے وقت رسول خداﷺ نے خدا سے فتح کی دعا مانگی اور خداوند تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور مشرکوں کو شکست ہوئی۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس مقام پر سورہ فتح نازل ہوئی تھی جس کے بعد اس ٹیلے پر مسجد فتح تعمیر ہوئی۔

مسجد فتح کی موجودہ عمارت جو ۱۲۷۰ ہجری میں بنائی گئی، تقریباً ۲۴مربع میٹر رقبہ پر مبنی ہے اور اس کی بلندی ۵ء۴ میٹر ہے۔

مسجد علی علیہ السلام:

یہ مسجد، مسجد فتح کے جنوب میں وادی بطحان پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ احزاب میں مدینہ کے

محاصرہ کے دوران حضرت علی علیہ السلام اس مسجد میں عبادت کیا کرتے تھے اس مسجد کے نزدیک ایک اور مسجد بنام مسجد فاطمہ زہراؑ موجود ہے یہ مساجد، مسجد فتح، مسجد سلمان، مسجد ابو بکر، مسجد عمر، مسجد ذو قبلتین کے ساتھ "مساجد سبع" کے نام سے مشہور ہیں۔

مسجد غمامہ:

غمامہ کا مطلب ہے بادل، واقدی سے روایت ہے کہ سال دوم ہجرت میں رسول خداﷺ نے سب سے پہلی نماز عید مدینہ میں صحراء میں پڑھی۔ اس کے بعد ہجرت کی دوسری صدی میں اس نماز کی جگہ پر ایک مسجد بنادی گئی۔ مسجد کی وجہ تسمیہ میں لکھتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے وہاں بارش کے لئے دعا فرمائی اور جوں ہی آپؐ نے دعا

مانگی وہاں بادل ظاہر ہونے لگے اور بارش برسنے لگی۔آج کل یہ مسجد نئی تعمیرات کے ساتھ جدید طرز پر بنائی گئی ہے۔

مشربہ ام ابراہیم:

اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ رسول خداﷺ کے بیٹے ابراہیم اس مقام پر ماریا قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔تاریخ میں ملتا ہے کہ رسول خداﷺ نے مشربہ ام ابراہیم میں نماز ادا کی مشربہ مدینہ کے عوالی یا عالیہ علاقے کا ایک باغ تھا جو مسجد بنی قریظہ سے شمال کی سمت میں تھا۔آج کل اس باغ کے آثار مٹ چکے ہیں اور وہ ایک قبرستان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

مسجد ابوذرؓ:

یہ مسجد موجود شارع ابو ذر کے اختتام پر واقع ہے کچھ عرصہ پہلے اس کو گرا کر اس کی جگہ وسیع رقبے پر نئی مسجد بنا دی گئی ہے۔

مسجد شجرہ:

یہ مسجد مدینہ سے ڈیڑھ فرسخ کے فاصلے پر واقع تھی لیکن شہر کی وسعت کے بعد یہ فاصلہ کم ہو گیا ہے۔چونکہ مسجد کے دروازے کے ساتھ ایک درخت لگا ہوا تھا اس لئے اسے "مسجد شجرہ" کہا جانے لگا۔ اس مسجد کی اہمیت اس بات میں ہے کہ عمرہ حدیبیہ (عمرہ قضا) اور حجۃ الوداع میں رسول خداﷺ یہیں پر محرم ہوئے۔ایرانی حاجی بھی اگر عمرہ کے اعمال سے پہلے مدینہ جائیں تو اسی مقام سے محرم ہوتے ہیں۔

کچھ سال پہلے یہ مسجد بہت مختصر تھی اور صفائی کا انتظام نہیں تھا لیکن آخری مرمت کے بعد (۱۳۶۶ ہجری کے بعد) اس کے رقبے میں اضافہ ہوا۔ اب اس کا رقبہ ۲۶۰۰۰ مربع میٹر ہے۔ مسجد کے باہر تقریباً ۵۰۰ سے زیادہ حمام اور ۳۵۰ سے زیادہ بیت الخلا بنائے گئے ہیں۔

مسجد مباہلہ :

مسجد مباہلہ ایک عظیم تاریخی واقع کی نشاندہی کرتی ہے۔ لغت میں مباہلہ سے مراد ایک دوسرے پر لعنت کرنا اور بدعا کرنا ہے۔

ہجرت کے دسویں سال نجران کے عیسائی (یمن کے اندر موجود، عرب کے جنوب میں ایک علاقہ ہے) رسول خداﷺ کے پاس آئے اور ان سے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں گفتگو کی۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا "حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے تھے، اس کا کلمہ تھے جس کو خدا نے حضرت مریم پر نازل کیا" انہوں نے سوال کیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان باپ کے بغیر پیدا ہو؟ آپ نے فرمایا قرآن میں اس کے بارے میں یہ نازل ہوا ہے کہ "حضرت عیسیٰؑ کی مثال حضرت آدمؑ جیسی ہے" جب یہ گفتگو طولانی ہونے لگی تو رسول خداﷺ نے خدا کے حکم سے فرمایا "ہم اور آپ اپنے بیٹے اپنی عورتیں اور اپنے نفوس لے کر آتے ہیں تاکہ مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ اس دن جب چوبیس اور ایک روایت کے مطابق یکم ذوالحجہ تھی، رسول خداؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے ساتھ مباہلہ کے لئے باہر نکل آئے جب نصرانیوں نے ان حضرات

کے شکوہ اور جلال کو دیکھا تو ڈر گئے اور مباہلہ سے چشم پوشی اختیار کی۔ انہوں نے صلح کرلی اور جزیہ (ٹیکس) دینے پر راضی ہوگئے۔

احد:

احد ایک پہاڑ ہے جو اس نام سے مشہور ہے۔ یہ مدینہ کے شمال میں ایک فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔ آج کل شہر کے وسیع ہو جانے کی وجہ سے اس کے بیشتر حصے کو عمارتوں نے لے لیا ہے۔

یہ وہ مکان ہے جہاں سال سوم ہجرت میں مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان دوسری جنگ ہوئی۔ جب رسول خداﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ ابوسفیان اپنے سپاہیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف چل رہا ہے تو آپؐ نے جنگ کمیٹی بنائی۔

بوڑھے افراد کا مشورہ یہ تھا کہ شہر میں رہ کر دفاع کیا جائے لیکن جوان جن کے ارادے زیادہ مصمم تھے انہوں نے کہا کہ شہر سے باہر نکل کر دشمن پر حملہ کریں گے کیونکہ وہ لوگ اکثریت میں تھے۔ رسول خداؐ نے ان کا مشورہ قبول کرلیا زرہ پہنی اور جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ مشرکوں نے بھی اپنے آپ کو ذوالحلیفہ پہنچایا اور وہاں سے شمال یثرب کی طرف چلے گئے اور احد کے نزدیک پڑاؤ ڈالا۔ اسلام کے لشکر کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے عبداللہ ابن ابی، جو منافقوں کا سردار تھا، تین سو افراد کو لے کر لشکرِ اسلام سے الگ ہو گیا اور کہنے لگا محمدﷺ نے بچوں کی بات مان لی ہے اور ہمارے مشورہ کو نظرانداز کر دیا ہے۔ مشہور ہے کہ آل عمران کی آیت ۱۶۷ اس کے

بارے میں نازل ہوئی۔ عبداللہ اور اس کے پیرو افراد کے الگ ہو جانے کے بعد لشکر اسلام کی تعداد سات سو افراد رہ گئی۔

رسول خدا ﷺ نے تیر اندازوں کے ایک دستے کو جبل رمات پر مقرر کر دیا اور عبداللہ ابن جبیر کو جو تیر اندازوں کے سردار تھے، فرمایا خیال رکھنا دشمن پشت سے ہم پر حملہ نہ کرے۔ جنگ ختم ہونے تک اپنی جگہ باقی رہنا چاہے ہمارے نفع میں ختم ہو یا نقصان میں۔

مسلمانوں کے پہلے حملے سے ہی مکہ کا لشکر پیچھے ہٹنے لگا لشکر اسلام نے غنائم جمع کرنا شروع کر دیے تیر اندازوں کا دستہ بھی کہ غنائم جمع کرنے میں پیچھے نہ رہ جائے، اپنی جگہ چھوڑ کر نیچے اتر آیا۔ عبداللہ نے بہت چاہا کہ وہ ان کو اس کام سے روکے لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ جونہی ان لوگوں نے پہاڑ کا وہ حصہ چھوڑا، اچانک دشمنوں کے سوار دستے نے خالد ابن ولید کی نمائندگی میں پشت سے لشکر اسلام پر حملہ کر دیا۔ اس حملے کے دوران رسول خدا ﷺ کے چچا حضرت حمزہ اور ۷۰ کے قریب مسلمان شہید ہو گئے۔ حضرت حمزہ اور دیگر شہدا کے مزار اسی پہاڑ کے دامن میں ہیں ۔شہدائے احد میں مصعب ابن عمیر اور حنظلہ غسیل الملائکہ جیسے افراد بھی موجود ہیں۔ رسول خدا ﷺ حضرت حمزہ کی شہادت سے بہت غمگین ہوئے اور ان کو سید الشہداء کا لقب دیا۔